السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

مولوی ابوداؤد محمد صادق حنفی بریلوی نے آنحضرت ﷺ کے حاضر ناظر ہونے کے ثبوت میں ایک اشتہار لکھا ہے، جس کے کالم نمبر 2 میں لکھا ہے کہ :

النَّبِيُّ أَوْلَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنفُسِهِمْ

اس آیت مبارکہ میں مومنین کے ساتھ نبی پاک ﷺ کے ایسے قریب اور نزدیکی کا بیان ہے کہ جس سے زیادہ قریب و نزدیکی نہیں ہوسکتی۔ جب آپ مومنوں کی جانوں سے بھی ان کے اتنے قریب و نزدیک ہیں تو پھر آپ کے حاضر وناظر ہونے میں کیا شبہ ہوسکتا ہے؟ تفسیر معالم خازن، مظہری وغیرہ میں اس آیت کے تحت سرکار کا اپنا ارشاد منقول ہے کہ ''نہیں کوئی مومن مگر یہ کہ دنیا و آخرت میں سب لوگوں سے بڑھ کر اس کے قریب ہوں۔ اگر چاہو تو یہ آیت النَّبِيُّ أَوْلَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنفُسِهِمْ پڑھو۔

مزید فرمایا: ''ان اولی الناس بی المتقون من کانوا وحیث کانوا''مشکوۃ المصابیح ص 263...... آپ اس اقتباس کا محققانہ طریق سے جواب دیں اور ''ترجمان الحدیث''میں شائع فرمائیں۔

---

# الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

واضح ہو کہ باطل مکاتب فکر اور شرک کے رسیا حضرات کی ایک خاص تکنیک اور مخصوص ذہنیت ہوتی ہے، جو ان تحریروں میں صاف نظر آتی ہے اور یہ وہ ہے کہ دلائل و براہین کے نام سے جعل سازی، خدع، عیاری اور فریب کاری، بس یہی ان کا مبلغ علم اور سرمایۂ تحقیق ہوتا ہے۔ چنانچہ یہی ذہنیت یہاں بھی کارفرما ہے۔ اگر فرصت ہوتی تو میں اس اقتباس پر مفصل تبصرہ کرتا، تاہم تعمیل ارشاد میں مظہری اور مرقات شرح مشکوۃ کی پوری عبارت پیش خدمت ہے۔ آپ اس عبارت میں مولوی ابوداؤد صاحب بریلوی کی دیانت داری کا اندازہ کرسکیں گے۔ چنانچہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی مرحوم اپنی تفسیر مظہری میں رقم طراز ہیں:

النَّبِيُّ أَوْلَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنفُسِهِمْ یعنی من بعضھم لبعض فی نفوذ الحکم علیھم ووجوب طاعتہ علیھم فلا یجوز اطاعة الآباء والامہات فی مخالفة امر النبی صلی اللہ علیہ وسلم وہو اولی بھم فی الحمل علی ما کانت طاعتھم للنبی اولی بھم من طاعتھم لا نفسھم وذالک لانہ عالم بمصالحھم ونجاحھم قال اللہ تعالیٰ حریص علیکم بالمؤمنین رؤف رحیم بخلاف انفسھم فانہا امارة بالسوء الا من رحم اللہ وہو ظلوم وجہول فیجب علیھم ان یکون الرسول احب الیھم من انفسھم فامرہ انفذ علیھم من امرہا وشفقتہ اوفر م شفقتہا علیہا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهِ وَوَلَدِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ حدیث انس وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ مُؤْمِنٍ إِلَّا وَأَنَا أَوْلَى بِهِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ اقْرَءُوا إِنْ شِئْتُمْ النَّبِيُّ أَوْلَى بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ فَأَيُّمَا مُؤْمِنٍ مَاتَ وَتَرَكَ مَالًا فَلْيَرِثْهُ عَصَبَتُهُ مَنْ كَانُوا وَمَنْ تَرَكَ دَيْنًا أَوْ ضَيَاعًا فَلْيَأْتِنِي فَأَنَا مَوْلَاهُ رواہ البخاری، تفسیر مظہري ص 308، ج: 7، سورة احزاب، انظر ایہا القاری المحترم کیف صدرح صاحب المظہري القاضی ثناء اللہ الحنفی الفانی فتی معنی النَّبِيُّ أَوْلَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنفُسِهِمْ

خلاصہ اس عبارت کا یہ ہے کہ کہ جنگ تبوک کے وقت آنحضرت ﷺ نے لوگوں کو جنگ کی تیاری کا حکم دیا تو بعض صحابہ نے کہا کہ ہم اپنے والدین سے اجازت طلب کریں گے۔ اگر اجازت مل گئی تو جہاد کے لیے نکل کھڑے ہوں گے۔ تب اللہ تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی کہ والدین کی اطاعت پر نبی ﷺ کی اطاعت مقدم ہے۔ کیونکہ اللہ تعالی کی تعلیم کے مطابق رسول اکرم ﷺ مومن کے مصالح اور مفاسد کے متعلق زیادہ بہتر جانتے ہیں۔ چنانچہ حضرت انس اور حضرت ابوہریرہ کی احادیث کا یہی مطلب ہے کہ اپنے نفسوں اور خواہشات پر نبی اکرم ﷺ کی محبت غالب ہونی چاہیے۔''

مشکوۃ کے حوالہ سے لکھی گئی حدیث ص 263 پر نہیں بلکہ ص 446 پر ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ مولوی صاحب نے براہ راست مشکوۃ سے حدیث نہیں لکھی بلکہ کسی رسالہ سے نقل کی ہے ورنہ وہ صفحہ نمبر غلط نہ لکھتے۔

بہرحال اس حدیث کا مطلب ملا علی قاری حنفی مرحوم کی مرقات شرح مشکوۃ سے نقل کیے دیتا ہوں۔ واضح رہے کہ ملا علی قاری کی مرقات پر حنفی حضرات بڑا ناز کرتے ہیں ہیں اور فخر سے کہتے ہیں کہ مشکوۃ کی شرح میں مرقات سب سے اچھی اور آخری شرح ہے۔ حضرت قاری لکھتے ہیں:

اِنَّ أَوْلَى النَّاسِ بِي ") أَيْ : بِشَفَاعَتِي أَوْ أَقْرَبَ النَّاسِ إِلَى مَنْزِلَتِي (" الْمُتَّقُونَ، مَنْ كَانُوا ") : جَمَعَ بِاعْتِبَارِ مَعْنَى مَنْ، وَالْمَعْنَى كَائِنًا مَنْ كَانَ عَرَبِيًّا أَوْ عَجَمِيًّا أَبْيَضَ أَوْ أَسْوَدَ شَرِيفًا أَوْ وَضِيعًا (" وَحَيْثُ كَانُوا ") أَيْ : سَوَاءٌ كَانُوا بِمَكَّةَ وَالْمَدِينَةِ أَوْ بِالْيَمَنِ وَالْكُوفَةِ وَالْبَصْرَةِ فَسَرَهُ، فَانْظُرْ إِلَى رُتْبَةِ أُوَيْسٍ الْقَرَنِيِّ بِالْيَمَنِ عَلَى كَمَالِ التَّقْوَى، وَحَالَةِ جَمَاعَةٍ مِنْ أَكَابِرِ الْحَرَمَيْنِ الشَّرِيفَيْنِ مِنْ حِرْمَانِ الْمَنْزِلَةِ الزُّلْفَى، بَلْ مِنْ إِيصَالِ ضَرَرِهِمْ إِلَيْهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى مِنْ بَعْضِ ذَوِي الْقُرْبَى، وَحَاصِلُهُ أَنَّهُ لَا يَضُرُّكَ بُعْدُكَ الصُّورِيُّ عَنِّي مَعَ وُجُودِ قُرْبِكَ الْمَعْنَوِيِّ بِي، فَإِنَّ الْعِبْرَةَ بِالتَّقْوَى كَمَا يُسْتَفَادُ مِنْ إِطْلَاقِ قَوْلِهِ تَعَالَى : { إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ } [ الحجرات : 13 ] مِنْ غَيْرِ اخْتِصَاصٍ بِمَكَانٍ أَوْ زَمَانٍ أَوْ نَوْعِ إِنْسَانٍ فَفِيهِ تَحْرِيضٌ عَلَى التَّقْوَى الْمُنَاسِبَةِ لِلْوَصِيَّةِ عِنْدَ الْمُفَارَقَةِ الصُّغْرَى وَالْكُبْرَى، وَقَدْ قَالَ تَعَالَى : { وَلَقَدْ وَصَّيْنَا الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَإِيَّاكُمْ أَنِ اتَّقُوا اللَّهَ } [ النساء : 131 ] مَعَ مَا فِيهِ مِنَ التَّسْلِيَةِ لِبَقِيَّةِ الْأُمَّةِ الَّذِينَ لَمْ يُدْرِكُوا زَمَنَ الْحَضْرَةِ وَمَكَانَ الْخِدْمَةِ هَذَا الَّذِي سَنَحَ لِي فِي هَذَا الْمَقَامِ مِنْ حَلِّ الْكَلَامِ عَلَى ظُهُورِ الْمَرَامِ وقال الطیبی رحمة اللہ لعل الالتفات کان تسلیا لمعاذ بعد مانعی نفسہ الیہ یعنی اذا رجعت الی المدینة بعدی فاقتد باولی الناس وہم المتقون وکنی بہ عن ابی بکر الصدیق ونحوہ-مرقاة شرح مشکاة ص: 51، 52ج: 5، مطبع البابی مصر

فرط جذبات سے پھوٹ اس عبارت کا اصل مطلب یہ ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے اپنی آخری وصیت کرکے حضرت معاذ بن جبلؓ کو یمن کی طرف بھیجتے ہوئے فرمایا کہ آئندہ شاید تم میری قبر ہی دیکھو گے تو حضرت معاذ

کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا کہ بھئی رونے کی کیا بات ہے، کیونکہ آپ سمیت تمام عربی، عجمی، مکی، مدنی، کوفی، بصری اور یمنی تمام پرہیز گار بہ نسبت اوروں کے میری پھوٹ کر رو دیے۔ اس پر آپ ﷺ نے حضرت معاذ شفاعت کے زیادہ مستحق ہوں گے۔ یا وہ میرے نزدیکی اور پڑوسی ہوں گے۔ قرب اور بعد کی مسافت کو اس میں کوئی دخل نہیں۔ یہی صحیح ہے کیونکہ اویس قرنی باوجود دور ہونے کے تقویٰ کی وجہ سے بہ نسبت میرے کا فرشتہ داروں اور منافقین مدینہ کے میرے زیادہ قریب ہیں۔ اور میری شفاعت کےلیے قرب اور بعد کا اعتبار نہیں بلکہ قابل اعتبار تقویٰ اور پرہیز گاری ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا: ان اکرمکم عنداللہ اتقاکم

گویا اس وصیت میں آپ نے تقویٰ اور پرہیز گاری کی رغبت دلائی ہے۔ جیسے کہ ''ولقد وصینا الذین اوتوا الکتاب'' میں مفارقت صغریٰ (سفر) اور مفارقت کبریٰ (موت) میں تقویٰ کی وصیت فرمائی گئی ہے۔ علاوہ ازیں اس حدیث میں بعد میں آنے والی امت کو بھی تسلی دی گئی ہے اگرچہ وہ آنحضرت ﷺ کی مجلس کے فیوض اور دیدار سے محروم ہیں تاہم وہ بھی تقویٰ کے لحاظ سے میرے قریب ہوں گے۔ اور علامہ طیبی نے کہا ہے کہ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ آپ نے فرمایا: اے معاذ! جب تم میری موت کے بعد مدینہ واپس آؤ تو بہترین لوگوں یعنی ابوبکر صدیق ''اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ جیسے لوگوں کی اقتداء کرنا۔

اب بتلائیے کہ اس حدیث میں حاضر ناظر ہونے کی کون سی بات ہے؟ اگر آپ ﷺ بعد از وصال بھی حاضر ناظر ہوتے تو آپ معاذؓ کو فرمادیتے کہ میں دنیا سے جانے کے بعد بھی آپ کے پاس رہوں گا، قبر کا نام لینے اور تقویٰ کی وصیت کرنے کی کیا ضرورت تھی، اور شفاعت کی تسلی دینے کا کیا مطلب تھا؟ اور بقول علامہ طیبی ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما ایسے پرہیز گار لوگوں کی اقتدا کا حکم چہ معنی دارد؟

بالفرض اگر یہ تسلیم کرلیا جائے کہ آیت کا یہی معنی ہے کہ آپ حاضر ناظر ہیں، تو پھر تمام فوت شدہ مسلمان اور زندہ بھی حاضر ناظر ہیں۔ کیونکہ آیت کے آخری الفاظ یہ ہیں:

وَأُولُوا الأَرحامِ بَعضُهُم أَولى بِبَعضٍ فى كِتـٰبِ اللَّهِ مِنَ المُؤمِنينَ وَالمُهـٰجِرينَ ٦ ... سورة الأحزاب

کی حدیث میں آیا ہے کہ ''مقروض مرنے والے اور بے سہارا بچوں کا میں ذمہ گویا ہم سبھی ہر جگہ حاضر ناظر ہوئے۔ تو پھر آپ کی خصوصیت کیا رہی؟ علاوہ ازیں مولیٰ بمعنی ''ذمہ دار'' بھی آتا ہے۔ جیسے حضرت ابوہریرہ دار ہوں۔''

چنانچہ صحیح بخاری کے حاشیہ پر امام ابن جوزی نے مولی کے معنی ''ولی'' کیے ہیں۔ ملاحظہ ہو صحیح بخاری ص: 323، ج: 1، باب الصلوۃ علی من شرک دینا اصل الفاظ حاشیہ میں یہ ہیں:

''انا مولاہ ای ولیہ''

''یعنی (آنحضرت ﷺ نے فرمایا) میں مقروض کے قرضہ کا ضامن ہوں۔''

اور حضرت ابوہریرہ کی دوسری حدیث میں یہ الفاظ بھی ہیں:

''من ترک کلا فالینا'' (بخاری)

لہذا معلوم ہوا کہ ''ولی بالمؤمنین'' کا معنی حاضر ناظر ٹھہرانا قطعاً صحیح نہیں بلکہ یہ تحریف قرآن ہے۔ اللہ تعالی ہم سب کو اس جرم عظیم سے محفوظ فرمائیں۔ آمین

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

# فتاویٰ محمدیہ

## ج1ص200

### محدث فتویٰ